بسم اللہ الرحمن الرحیم

لفظ ''صلاۃ'' کا لغوی معنی اور شرعی مفہوم

صلاۃ کا لغوی معنی:

عربی لغت میں لفظ ''صلاۃ'' ☆ کے معنی دُعا کے ہیں، اور اسی معنی میں اللہ تعالی کا یہ ارشادِ حق ہے:
﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (۱)

ترجمہ: ''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے، (تاکہ) آپ اس کے ذریعہ سے انہیں پاک کریں، اور ان کا تزکیہ کریں۔ اور ان کے حق میں دُعا فرمائیں، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب تسکین ہے۔ اور اللہ تعالی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے''۔

آیت کریمہ میں لفظ ''وَصَلِّ عَلَيْهِمْ'' کا معنی یہ ہے کہ اے (اللہ کے رسول ﷺ) ''اور آپ ان کے لیے دُعا فرمائیں''۔ اسی طرح ایک حدیث مبارک میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: (إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ، وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ) (۲)

☆ ''صلاۃ خالص عربی لغت کا لفظ ہے، جب کہ اردو اور فارسی زبان میں اس کا ترجمہ لفظ ''نماز'' سے کیا جاتا ہے، مؤلف۔ حفظہ اللہ۔ چونکہ یہاں پر اس لفظ (صلاۃ) کا لغوی معنی اصطلاحی تعریف بیان کر رہے ہیں، اس لیے مناسب یہی سمجھا گیا کہ یہاں پر اس کا ترجمہ نہ کیا جائے، بلکہ اسے اپنی اصلیت پر ہی رکھا جائے، البتہ آگے ہم اس کا ترجمہ لفظ ''نماز'' سے ہی کریں گے۔ (مترجم)

(۱) سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۰۳.

(۲) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى الدعوة.

ترجمہ: ''جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے، تو اسے قبول کرلے، اگر روزے سے ہے تو (صاحب خانہ کے لیے) دُعا کرے، اور اگر مفطر (بغیر روزہ) ہے تو کھائے''۔

حدیث میں وارد لفظ ''فَلْيُصَلِّ'' کا معنی ہے کہ (اور وہ روزے سے ہے) تو پھر برکت اور خیر ومغفرت کی دعا کرے (۱)۔

اور جب ''صلاۃ'' کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہو، تو اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی ''مدح وثناء'' بیان فرماتا ہے، اور جب اس کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو، تو مطلب یہ ہے کہ فرشتے ''دُعا'' کرتے ہیں۔

فرمان باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (۲)

ترجمہ: ''بلا شبہ اللہ تعالی اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر درود وصلاۃ بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجو''

ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ: ''صَلاةُ اللَّهِ ثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلائِكَةِ، وَصَلاةُ الْمَلائِكَةِ الدُّعَاءُ'' یعنی اللہ تعالی کا نبی ﷺ پر درود وصلاۃ بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کے لیے (بلندی درجات اور رحمت) کی دُعا کرتے ہیں۔

---

(۱) دیکھیں: کتاب '' النهاية في غريب الحديث'' / علامه ابن الأثير، باب الصاد مع اللام. کتاب '' لسان العرب'' / ابن منظور، باب اللام، فصل الصاد. کتاب '' التعريفات'' / على بن محمد الجرجاني. کتاب '' المغني''/ ابن قدامة. کتاب '' العمدة'' / شيخ الاسلام ابن تيمية.

(۲) سورة الأحزاب، آيت: ۵۶.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (آیت کریمہ میں) لفظ ''یَصَلُّونَ'' ''یُبَرِّکُونَ'' (۱) کے معنی میں ہے، یعنی وہ (فرشتے) برکت کی دُعا کرتے ہیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی کے ''صلاۃ'' بھیجنے کا معنی ''رحمت'' اور ملائکہ کے صلاۃ بھیجنے کا مطلب استغفار (طلب مغفرت) ہے، لیکن صحیح قول ہی ہے، (۲) اور اس کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے، کہ اللہ تعالی (مصائب پر صبر کرنے والے بندوں کے بارے میں) فرماتے ہیں: ﴿ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴾ (۳)

یعنی ''ان لوگوں پر اللہ تعالی کی طرف ''صلاۃ''، یعنی ثناء وتعریف اور ''رحمت'' ہے (۴)۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے پہلے ''صلوات'' اور پھر واو عطف کے بعد ''رحمۃ'' کو ذکر کیا، اور جب رحمت کو صلاۃ پر معطوف کردیا، تو ثابت ہو کہ ''صلاۃ'' ایک الگ چیز ہے، اور رحمت دوسری چیز، کیونکہ عطف مغایرہ (یعنی اختلاف معنی وجنس) کا متقاضی ہے (۵)

---

(۱) امام بخاری نے ابوالعالیہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ان دونوں اقوال کو اپنی صحیح میں کتاب التفسیر، میں تفسیر سورۃ الأحزاب میں باب قولہ: ﴿إن الله وملائكته يصلون على النبي﴾ کے تحت صیغہ جزم کے ساتھ حدیث: ۴۷۹۷ سے قبل تعلیقا ذکر کیا ہے۔

(۲) دیکھیں تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ الأحزاب، آیت: ۵۶۔ اور ''الشرح الممتع''، تالیف شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ: ۲۲۸/۳۔۲۲۹۔

(۳) سورة البقرة، آيت: ۱۵۷.

(۴) تفسير ابن كثير، تفسير سورة البقرة، آيت: ۱۵۷.

(۵) الشرح الممتع/ تاليف: ابن عثيمين ۲۲۸/۳. اور یہی معنی میں نے الروض المربع ۳۵/۲ کی شرح بیان کرتے ہوئے امام عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے بھی سنا۔

غرض اللہ تعالی کی طرف سے ''صلاۃ'' بھیجنے کا مطلب مدح وثناء بیان کرنا ہے، جب کہ مخلوقات: یعنی ملائکہ اور جن وانس کے درود پڑھنے کا مطلب قیام، رکوع، سجود، دُعا اور تسبیح بیان کرنا ہے۔ اور اگر اس کی نسبت پرندوں اور کیڑے مکوڑوں کی طرف ہو، تو اس اس سے بھی مراد تسبیح بیان کرنا ہی ہے(۱)۔

صلاۃ کا شرعی مفہوم:

شرعی اصطلاح میں لفظ ''صلاۃ'' ایک مخصوص طریقے پر اللہ تعالی کے لیے انجام دی جانے والی اس عبادت کا نام ہے، جو مخصوص ومعلوم افعال اور اقوال پر مشتمل ہوتی ہے، اور اس کا آغاز تکبیر تحریمہ سے ہوتا ہے، اور اختتام سلام پھیرنے سے۔ اور اس عبادت کا نام ''صلاۃ'' اسی لیے رکھا گیا ہے، کیونکہ یہ دُعا پر مشتمل ہوتی ہے(۲)۔ غرض۔ عربی لغت میں۔ ہر قسم کی دُعا کو کہا جاتا تھا، اور پھر یہی لفظ ایک مخصوص نوعیت کی دُعا یعنی نماز کا نام قرار پایا۔ یا یہ کہیں کہ لفظ ''صلاۃ'' ہر قسم کی دُعا کو کہا جاتا تھا، اور پھر یہ لفظ مخصوص شرعی عبادت (یعنی نماز) کے معنی میں منتقل ہوا۔ اور وہ اس لیے، کیونکہ لفظ ''صلاۃ'' اور دُعا میں باہمی مناسبت پائی جاتی ہے، اور دونوں الفاظ (معنوی لحاظ سے) ایک دوسرے سے متقارب (ملتے جلتے) ہیں، اس لیے شریعت میں جب بھی لفظ ''صلاۃ'' مطلقا استعمال کیا جائے، تو اس سے (عام دُعا نہیں بلکہ) مخصوص نوعیت کی شرعی عبادت یعنی نماز ہی مراد لی جائے گی (۳)۔

---

(۱) دیکھیں: لسان العرب/ ابن منظور، باب الیاء، فصل الصاد، ۱۴/ ۴۶۵.

(۲) دیکھیں: المغني/ ابن قدامة، ۳/ ۵. الشرح الکبیر، ۳/ ۵. الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف، ۳/ ۵. التعریفات/ الجرجاني، ص: ۱۷۴.

(۳) دیکھیں: شرح العمدة/ شیخ الإسلام ابن تیمیة، ۲/ ۳۰. ۳۱.

نماز پوری کی پوری دُعا ہی ہے، (اور چونکہ دعا دوطرح کی ہوتی ہے)

(الف) دُعائے مسئلہ: دُعائے مسئلہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سبحانہ وتعالی سے بزبان قال اپنی حاجات وضروریات مانگے، یا اور کوئی ایسا سوال کرے جس سے اسے کوئی فائدہ حاصل ہونے والا ہو، یا کسی نقصان سے نجات مطلوب ہو۔

(ب) دعائے عبادت: اور دعائے عبادت یہ ہے کہ بندہ نیک اعمال مثلا: قیام وقعود اور رکوع وسجود کر کے اجروثواب حاصل کرتا ہے۔ اس لیے جو شخص بھی اس قسم کی عبادات سرانجام دیتا ہے گویا کہ وہ اپنے پروردگار سے دُعا کرتا ہے، اور بزبان حال اس سے مغفرت اور عفوودرگزر کا سوال کرتا ہے۔

غرض۔ دُعا کی اقسام کی اس توضیح سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ نماز ساری کی ساری دعائے مسئلہ اور دعائے عبادت ہے، کیونکہ اس میں بندہ مختلف افعال سرانجام دے کر بزبان حال، اور مختلف دعائیں مانگ کر بزبان قال اللہ تعالی سے سوال کرتا ہے(۱)۔

اسلام میں نماز کا حکم:

نماز ہر عاقل وبالغ مسلمان پر واجب (فرض) ہے☆۔

---

(۱) دیکھیں مؤلف کی ایک دوسری کتاب بعنوان: شروط الدعاء وموانع الإجابة، صفحۃ: ۱۰۔۱۱۔ مزید دیکھیں: فتح المجید شرح کتاب التوحید للشیخ محمد بن صالح العثیمین: ۱/۱۷، اور یہی معنی میں نے امام ابن باز رحمہ اللہ سے کتاب ''الروض المربع'' کی شرح کرتے ہوئے سنا ہے، دیکھیں: ۱/۴۱۰۔

(☆) بالغ، عاقل اور مسلمان ہونا نماز کی فرضیت کے لیے بنیادی شروط ہیں۔ اس لیے اگر کوئی شخص فاقد العقل (دیوانہ) ہے تو اس پر نماز واجب نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص مسلمان نہیں ہے تو، اس پر بھی نماز واجب نہیں، بلکہ اگر وہ نماز پڑھ بھی لیتا ہے تو اسکی نماز =

اور یہ وجوب (فرضیت) قرآن کریم، سنت مطہرہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ البتہ وہ خواتین اس سے مستثنیٰ ہیں جو حیض یا نفاس کی حالت میں ہوں۔

قرآن کریم کے دلائل:

قرآن کریم میں نماز کی فرضیت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد عالی ہے: ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ (١)

ترجمہ: ''اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا، کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے بندگی خالص کرتے ہوئے، (اور) یکسو ہو کر، اور نماز کو قائم کریں، اور زکاۃ دیں، اور یہی ہے دین سیدھی ملت کا''۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (٢)

ترجمہ: ''یقیناً نماز مؤمنوں پر مقررہ اوقات پر فرض ہے''۔

سنت مطہرہ کے دلائل:

سنت مطہرہ میں نماز کی فرضیت کی دلیل حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وہ (معروف) حدیث ہے

=قبول ہی نہیں ہوگی، لیکن اگر کوئی نابالغ بچہ نماز پڑھ لیتا ہے، اگر چہ وہ نماز کی فرضیت سے مستثنیٰ ہے، لیکن اس کی نماز صحیح ہے، بلکہ جو والدین اپنی اولاد کو بچپن ہی سے اس عظیم عبادت کا عادی بنانے کے لیے انہیں نماز پڑھنے پر حوصلہ افزائی کرتے ہیں، اور ایمانی تربیت کرتے ہوئے انہیں نماز اور روزہ جیسی عبادات انجام دینے کی محبت سے تاکید کرتے ہیں، تو انہیں اس کا اجر وثواب ضرور ملے گا، بلکہ ایسے ہی بچوں کی نیک دعائیں انہیں مرنے کے بعد بھی کام آئیں گی۔ ان شاء اللہ

(١) سورة البينة، آیت: ٥.

(٢) سورة النساء، آیت: ١٠٣.

، کہ جب انہیں نبی ﷺ نے یمن کی طرف (داعی اور مبلغ دین اور حاکم بنا کر بھیجتے وقت فرمایا تھا:

(فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ) (١)

ترجمہ: ''تو پھر (اس کے بعد) انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کردی ہیں'' ☆

(١) سنن أبوداود، كتاب الصلاة، باب فيمن لم يوتر .اس حديث كو البانى رحمه الله نے صحيح كها هے، ديكهيں سنن ابى داود، تحقيق شيخ ناصر الدين الألباني رحمه الله.

☆ یہ حدیث معروف صحابی حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے، اور مؤلف۔حفظہ اللہ۔نے یہاں اسی کے ایک جزء کو اسلام میں نماز کی فرضیت پر بطور دلیل ذکر کیا ہے، جب کہ مکمل حدیث کا ترجمہ پیش خدمت ہے: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (داعی وحاکم) بنا کر بھیجا، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم ایک ایسی قوم کے پاس جارہے ہو، جو اہل کتاب ہیں، اس لیے جب تم ان کے پاس پہنچو گے تو انہیں ''لا إله إلا الله محمد رسول الله'' کی طرف دعوت دو، اور جب وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالی نے تم پر (روزانہ) دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کردی ہیں، اور جب وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں، تو پھر انہیں یہ بتاؤ کہ اللہ تعالی نے ان پر زکاۃ دینا فرض قرار دیا ہے، جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی، اور (وہیں پر) ان کے غرباء وفقراء پر خرچ کی جائے گی، پھر جب وہ اس بات کو بھی تسلیم کرلیں، تو پھر خبردار! ان کے اچھے اچھے اموال (ہی کو زکاۃ کے لیے نکالنے) سے بچو، اور (ہاں) مظلوم کی دُعا (آہ) سے ڈرو، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا''۔حدیث پر غور کریں، کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے توحید اور رسالت پر ایمان کی طرف دعوت دینے کی تعلیم دی جارہی ہے، کیونکہ عقیدہ اصل الاصول ہے، اور توحید کی طرف سب سے پہلے دعوت دینا تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کا منہج رہا ہے، اور خود نبی ﷺ نے بھی (قولوا لا إله إلا الله تفلحوا) کی ندا دے کر اپنی دعوت کا آغاز توحید ہی سے فرمایا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اسی کلمہ سے افراد واقوام کو دعوت دینے کی وصیت فرمائی (مترجم)۔

اورعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:(**بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَّااللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ لِمَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا**)(۱)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے،ایک تو یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں،اور محمد(ﷺ)اللہ تعالی کے رسول (پیغمبر) ہیں،اورنماز قائم کرنا،اورزکاۃ دینا،اور(ماہ) رمضان کے روزے رکھنا،اورحج بیت اللہ ادا کرنا،اس کے لیے جسے وہاں تک پہنچنے کی طاقت حاصل ہو''۔

اسی طرح ایک اورحدیث میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا:(**خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ ، فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يَضَعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ ، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ......الحديث**(۲)

ترجمہ:''پانچ نمازیں ہیں،جنہیں اللہ تعالی نے بندوں پرفرض کیا ہے،توجس شخص نے انہیں ادا کیا،اور ان کےحق میں ناقدری کرتے ہوئے ان میں سے کچھ ضائع نہ کیا،تواس کے لیے اللہ کے ذمے یہ عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا''۔

---

(۱) متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب دُعاؤكم إيمانكم، وصحيح مسلم ، كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام.

(۲) سنن أبو داود، كتاب الصلاة، باب فيمن لم يوتر ، اس حدیث کوشیخ البانی رحمہ نے صحیح کہا ہے،دیکھیں:صحیح سنن ابی داود،تحقیق شیخ محمد ناصرالدین الالبانی رحمہ اللہ۔

غرض نماز کے وجوب اوراس کی فرضیت بہت زیادہ قرآنی آیات اوراحادیث طیبہ موجود ہیں۔

اجماع امت:

اس بات پر پوری امت کا اجماع (اتفاق) ہے، کہ بندے پر دن ورات میں میں پانچ نمازیں پڑھنا فرض ہیں(۱)۔

لیکن جیسا کہ ہم نے پہلے بھی اس طرف اشارہ کیا کہ۔حیض اور نفاس والی خواتین پر نماز فرض نہیں ہے، یعنی وہ فرضیت کے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:(أَلَيْسَتْ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ) (۲)☆۔

ترجمہ:''۔کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت جب حائضہ ہو جاتی ہے،تو وہ (حالت حیض) میں نہ نماز پڑھ سکتی ہے،اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے''۔

☆......☆......☆......☆......☆

---

(۱) كتاب ''المغني'' ابن قدامة: ۳/۶.

(۲) صحيح البخاري، كتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم، بروايت أبو سعيد الخدري رضى الله عنه، وعبد الله بن عمر رضى الله عنهم أجمعين. اور صحيح مسلم ميں يه الفاظ وارد هيں: (وَتَمْكُثُ اللَّيَالِي مَا تُصَلِّي، وَتُفْطِرُ رَمَضَانَ فَهَذَا نُقْصَانُ الدِّينِ) یعنی''......اوروہ کئی ایام (مہینے میں) حیض کی وجہ سے نماز سے رکی رہتی ہے،اور رمضان کے روزے نہیں رکھتی،اور یہی دین میں اس کی کمی ہے'' دیکھیں صحیح مسلم، کتاب الایمان۔

☆یعنی اللہ تعالی نے بنات آدم پر اپنا فضل واحسان فرماتے ہوئے حیض ونفاس کے ایام میں ان کے لیے نماز کو بالکل ہی معاف فرما دیا ہے،اور یہ بات بھی واضح رہے کہ حیض ونفاس کی حالت میں نماز پڑھنا عورت کے لیے بالکل جائز ہی نہیں ہے،اور نہ ہی بعد میں ان نمازوں کو قضا کر کے پڑھنا ہے،اسی طرح حالت حیض ونفاس میں عورت روزہ بھی نہیں رکھ سکتی،البتہ بعد میں فرض=

اسلام میں نماز کی قدر ومنزلت

نماز کو اسلام میں ایک عظیم مقام اور انتہائی بلند مرتبہ حاصل ہے۔ چنانچہ جو دلائل اس کی عظمت وبلندی کو ثابت کر رہی ہیں، ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:-

(۱)۔نماز دین کا وہ ستون ہے، کہ جس کے بغیر اس کی عمارت قائم ہی نہیں رہ سکتی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (**رَأْسُ الأَمْرِ الإِسْلَامُ ، وَعَمُودُهُ الصَّلاةُ، وَذَرْوَةُ سِنَامِهِ الْجِهَادُ**) (۱).

ترجمہ: ”اس امر (دین) کا سرا اسلام ہے، اور اس کا ستون نماز اور اس کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے“۔

اور ظاہر ہے کہ اگر ستون ہی گر جائے، تو اس پر قائم کی گئی عمارت خود بخود گر جائیگی۔

(۲) نماز ہی وہ عمل ہے کہ جس کے بارے میں (روز قیامت) بندے سے سب سے پہلے باز پرس ہوگی، اور تمام اعمال وعبادات کی درستی اور بہتری کا دارومدار نماز کی بہتری پر ہی ہوگا۔ لیکن اگر نماز میں کسی قسم کا بگاڑ یا فساد پایا جائے، تو بندے کے دوسرے اعمال بھی بگڑ جائیں گے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (**أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الصَّلاةُ ، فَإِنَّ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهِ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ**)

= روزوں کی کی قضاء ضروری ہے (مترجم)۔

(۱) سنن ترمذي، كتاب الإيمان، ما جاء في حرمة الصلاة، اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے، سنن ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب كف اللسان في الفتنة۔ مسند الإمام أحمد: ۲۳۱/۵، اور امام ناصر الدین الألبانی رحمہ اللہ نے کتاب ”إرواء الغلیل میں اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔ دیکھیں: إرواء الغلیل: ۱۳۸/۲۔

ترجمہ: ’’قیامت کے روز بندے کا محاسبہ سب سے پہلے نماز پر ہوگا، پس اگر نماز (کا معاملہ) بگڑ گیا، تو سارے اعمال بگڑ جائیں گے‘‘۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں: (أَوَّلُ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُنْظَرُ فِي صَلَاتِهِ ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ) یعنی ’’قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے جس بارے میں پوچھا جائے گا، (وہ نماز ہے) اس کی نماز کی طرف دیکھا جائے گا، پس اگر اس کی نماز (کا معاملہ رب کے ساتھ) صحیح اور بہتر ہے، تو وہ پھر کامیاب ہوگیا‘‘۔ اور ایک روایت میں (وَأَنْجَحَ) کا لفظ آیا ہے، یعنی (فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ (أَوْ أَنْجَحَ) ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ)(۱) یعنی ’’اگر اس کی نماز صحیح ہے، تو وہ پھر کامیاب وکامران ہوگیا، اور اگر نماز کا معاملہ بگڑ گیا، تو پھر نا کام ونامراد ہوگیا‘‘۔

اسی طرح حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ مرفوعا روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: (أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ كَانَ أَتَمَّهَا كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَتَمَّهَا قَالَ اللَّهُ .عَزَّ وَجَلَّ. لِمَلَائِكَتِهِ: انْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَتُكْمِلُونَ بِهَا فَرِيضَتَهُ ، ثُمَّ الزَّكَاةُ كَذَلِكَ ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ حَسْبَ ذَلِكَ) (۲)

(۱) امام طبرانی نے اس حدیث کو ’’الأوسط‘‘ میں ذکر کیا ہے، دیکھیں: ۱/۴۰۹، (مجمع البحرین) نمبر ۵۳۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ’’سلسلة الأحاديث الصحيحة‘‘ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تمام دوسری اسناد وشواہد کی بناء پر اجمالا صحیح کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ واللہ اعلم، دیکھیں: (۳/۳۴۶)

(۲) سنن أبو داود، كتاب الصلاة، باب قول النبي ﷺ : كل صلاة لا يتمها صاحبها تتم من تطوعه، سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في أول ما يحاسب به العبد الصلاة ، مسند الإمام أحمد: ۴/ ۶۵، ۱۰۳، ۵/ ۳۷۷.

ترجمہ:''قیامت کے روز بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا، وہ (فرض) نماز ہے، پس اگر اس نے نمازیں پوری پڑھی ہوں گی ،تو وہ پوری لکھی جائیں گی ،لیکن اگر پوری نہ پڑھی ہوں گی ،تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے فرمائے گا: دیکھو! کیا (نامہ اعمال میں) میرے بندے کے کوئی نفل بھی ہیں؟ (اگر ہے) تو اس سے ان کے فرضوں کی کمی پورا کردو، پھر اسی طرح اس کی زکاۃ کو دیکھا جائے گا، پھر اس کے بعد اسی طرح دوسرے فرض اعمال کا حساب ہوگا''۔

(۳) ۔نماز ہی وہ منفرد عبادت ہے، جو دنیا سے بالکل آخر میں ختم ہوگی، اور ظاہر ہے کہ جب ایک باقی رہ جانے والی عبادت بھی مفقود ہو جائے گی، تو گویا کہ پورے کا پورا دین ختم ہو جائے گا، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوعا (رسول اللہ ﷺ سے) روایت کرتے ہیں: (لَتَنْقُضَنَّ عُرَى الإِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً، فكلما انتقضت عروة تشبث الناس بالتي تليهافاولهن نقضا الحكم و آخر هن الصلاة)(۱) ترجمہ:''تحقیق کہ اسلام کے کڑے ایک ایک کر کے توڑ دیے جائیں گے، پس جب ایک کڑا ٹوٹ جائے گا، تو لوگ اس کے بعد دوسرے کڑے پر ٹوٹ پڑیں گے، چنانچہ اسلام کا سب سے پہلا کڑا جو ٹوٹ جائے گا، وہ حکم ہوگا، اور آخری ٹوٹنے والا کڑا ''نماز'' ہوگا''۔ ایک اور دوسری سند سے مروی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

(أَوَّلُ مَا يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الأَمَانَةُ، وَآخِرُ مَا يَبْقَى الصَّلَاةُ ، وَرُبَّ مُصَلٍّ لا خَيْرَ فِيهِ) (۲)

---

(۱) مسند الإمام أحمد: ۵/ ۲۵۱، اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''صحیح الترغیب و الترهیب'' میں صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیں: ۱/۲۲۹۔

(۲) اس حدیث کو امام طبرانی نے '' الصغیر''[مجمع البحرین] میں ذکر کیا، دیکھیں ۷/ ۲۶۳.

ترجمہ: ''لوگوں سے جو چیز سب سے پہلے اٹھائی جائے گی، وہ امانت ہوگی، اور جو چیز آخر تک باقی رہے گی، وہ نماز ہوگی، اور کچھ نمازی ایسے بھی ہوں گے، جن میں کوئی بھلائی (خیر) نہیں ہوگی''۔

(۴)۔نماز ہی وہ عظیم ترین عبادت ہے، جس کے بارے میں نبی ﷺ نے آخری وقت پر (دنیا سے آخرت کی طرف انتقال کے وقت) اپنی امت کو وصیت فرمائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی: (الصَّلاةُ الصَّلاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) یعنی ''نماز؛ نماز! اور جو لوگ تمہارے ماتحت ہیں، (یعنی غلام اور لونڈیاں)۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مزید بیان کرتی ہیں کہ: (حَتَّى جَعَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يُلَجْلِجُهَا فِي صَدْرِهِ وَمَا يَفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ) (۱) یعنی ''یہاں تک کہ نبی کے سینہ مبارک میں یہ وصیت کی باتیں اٹکنے لگیں، لیکن (شدت مرض کی وجہ سے) آپ زبان سے بول نہیں پا رہے تھے''۔

(۵)۔نماز وہ بلند و برتر عبادت ہے، کہ جسے قائم کرنے والے لوگوں کی مدح وتعریف خود اللہ تعالی نے

نمبر ۴۴۲۵، (معروف) محقق شیخ عبدالقدوس بن محمد نذیر نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ضعیف کہا ہے، لیکن اس حدیث کا ایک دوسرے شاہد ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور الحکیم الترمذی اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں: (أول ما يرفع من الناس الأمانة، وآخر ما يبقى من دينهم الصلاة ، ورب مصل لا خلاق له عند الله) یعنی ''سب سے پہلے لوگوں سے امانت اٹھالی جائے گی، اور ان کے دین میں آخر تک باقی رہنے والی چیز نماز ہوگی، اور کچھ نمازی ایسے بھی ہوں گے کہ جن کا اللہ تعالی کے پاس کوئی حصہ (اجر وثواب) نہ ہوگا۔شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الجامع میں ذکر کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔

(۲) مسند أحمد : ۲۹۰/۶ ، ۳۱۱، ۳۲۱، علامه البانی رحمه الله نے اسے إرواء الغليل میں صحیح قرار دیا ھے ، دیکھیں: ۲۳۸/۷ .

فرمائی ہے، اوران لوگوں کی مدح وتعریف بھی فرمائی، جو اپنے اہل وعیال کو بھی نماز قائم کرنے کا حکم دیتے ہیں، ارشادربانی ہے: ﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا . وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا﴾ (۱)

ترجمہ:''اورآپ اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کریں، وہ تو بڑا ہی وعدے کا سچا تھا، اوروہ رسول اور نبی بھی تھا، وہ (برابر) اپنے گھر والوں کو نماز اور زکاۃ کا حکم دیتا تھا، اوروہ اپنے رب کے نزدیک نہایت ہی پسندیدہ تھا''۔

(٦)۔نماز وہ عبادت ہے، کہ جسے ضائع کرنے والے، یا اس میں کاہلی اور سستی برتنے والے لوگوں کی اللہ تعالی نے مذمت فرمائی ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:﴿فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ (۲)

ترجمہ: ''پھر ایسے ناخلف (برے) لوگ ان کے جانشین ہوئے، کہ انہوں نے نماز کو ضائع کردیا، اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے، پس عنقریب انہیں ہلاکت اور تباہی کا سامنا ہوگا''۔

اورایک دوسری جگہ ارشادفرمایا:﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (۱) ترجمہ:''بلاشبہ منافقین اللہ تعالی کو فریب دیتے ہیں، اوروہ (اللہ تعالی) بھی انہیں فریب دینے والا ہے، (یعنی اس

---

(۱) سورة مريم، آيات: ۵۴، ۵۵.

(۲) سورة مريم، آيت: ۵۹.

(۳) سورة النساء، آيت: ۱۴۲.

فریب کاری کا انہیں بدلہ دینے والا ہے)،اور جب وہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں،تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں،صرف لوگوں کو دکھلاتے ہیں،اور اللہ تعالی کو بہت ہی کم (یونہی برائے نام) یاد کرتے ہیں''۔

(۷)۔نماز ہی کلمہ شہادت کے بعد اسلام کے بنیادی ارکان میں سے سب سے بڑا رکن ہے،اور دین کی عمارت کا سب سے عظیم ستون ہے،حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ اللہ سے روایت کرتے ہیں،کہ آپ ﷺ نے فرمایا:(**بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَّا اللَّهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ،وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ**) (۱)

ترجمہ:''اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے،ایک تو یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں ہے،اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول (پیغمبر) ہیں،دوسرا قائم کرنا،تیسرا زکاۃ دینا،چوتھا رمضان کا روزہ رکھنا،اور پانچواں بیت اللہ کا حج کرنا''۔

(۸)۔نماز کی شان وعظمت کو اجاگر کرنے والے دلائل میں سے اہم دلیل یہ بھی ہے،کہ اللہ تعالی نے اسے (دوسرے احکام وعبادات کی طرح) جبریل امین علیہ السلام کے ذریعہ (بذریعہ وحی) فرض نہیں قرار دیا،بلکہ اسے بغیر کسی واسطہ یا ذریعہ کے اسراء ومعراج کی شب میں ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اہل زمین پر فرض قرار دیا۔

(۹)۔نماز کی امتیازی شان اس امر سے بھی ظاہر ہوتی ہے،کہ اللہ تعالی نے شروع میں امت پر پچاس

متفق عليه، صحيح البخاري، كتاب الإيمان ، باب قول النبي ﷺ : (بني الإسلام على خمس) . صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب أركان الإسلام و دعائمه العظام.

نمازیں فرض کردی تھیں، اوراس عدد کی فرضیت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کونماز سے کتنی محبت اورکس قدر پیار ہے، (اگر چہ) اللہ تعالیٰ نے بعد میں اپنے بندوں پر رحم اور کرم نوازی فرما کر۔اس کی تعداد میں تخفیف کردی، اوردن رات میں پچاس کے بجائے صرف پانچ نمازیں فرض قرار دیں۔

اوراس میں نماز کی رفعت وعظمت کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے، کہ اگر چہ ادائیگی اور فرضیت کے اعتبار سے صرف پانچ نمازیں مقرر ہوئیں، لیکن میزان حسنات میں اجر وثواب اعتبار سے یہ مکمل پچاس نمازوں کے برابر ہیں(۱)

(۱۰)۔نماز کی قدر ومنزلت کی تاکید اس امر سے بھی اجاگر ہوتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کامیاب و کامران بندوں کے اعمال واوصاف کا جب تذکرہ فرمایا، تو ان کے (ان اوصاف واعمال کے ذکر کی) ابتداء بھی نماز سے ہی فرمائی، اوراختتام بھی نماز ہی سے فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ . الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ . وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ . وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ . وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ . اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ . فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ . وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمَانٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ . وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی

---

(۱) متفق علیه بروایت حضرت انس رضی الله عنه : صحیح البخاري، كتاب التوحيد ، باب ما جاء في قوله عز وجل : ﴿وكلم الله موسى تكليما﴾ . صحيح مسلم ، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ وفرض الصلوات.

صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾(۱)

ترجمہ:''یقیناً اہل ایمان کامیاب وکامران ہوگئے، جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں، اور جو لغویات (بےکار اور بےسود کلام سے اعراض کرتے ہیں، اور جو زکاۃ ادا کرنے والے لوگ ہیں، اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، الا اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے، کیونکہ وہ ملامت زدہ نہیں ہیں، پس جو شخص ان کے سوا (اور کوئی راستہ) تلاش کرے، تو یہی لوگ زیادتی (حد سے تجاوز) کرنے والے لوگ ہیں، اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

(۱۱) نماز ہی وہ عظیم عمل ہے، کہ جس کی بابت اللہ تعالی نے اپنے عظیم پیغمبر حضرت محمد ﷺ اور آپ کے متبعین کو حکم فرمایا، کہ وہ اپنے اہل وعیال کو اس کا حکم کریں، ارشاد اللہ جل شانہ ہے:﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ (۲)

ترجمہ:''اور اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیجیے، اور خود بھی اس پر ثابت رہیے، ہم آپ سے (اس پر) رزق کا سوال نہیں کرتے، بلکہ ہم ہی آپ کو روزی دیتے ہیں، اور (بہترین) انجام تقوی (والوں) ہی کا ہے''۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:(مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ) (۳)

---

(۱)سورة المؤمنون، الآيات: ۱-۹.

(۲) سورة طه، آيت: ۱۳۲.

(۳) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة. مسند أحمد: ۲/ ۱۸۰، ۱۸۷، امام =

ترجمہ: ''اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو، جب وہ سات سال کے ہو جائیں، اوران کے بستر جدا جدا کر دو''۔

(۱۲)۔نماز کی اہمیت اس امر سے اور زیادہ مؤکد ہو جاتی ہے، کہ اس کی قضاء کا حکم ہر اس شخص کو دیا گیا، جو نیند یا نسیان کی وجہ سے (وقت پر) اسے نہ پڑھ سکا ہو۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے فرمایا:(**مَـنْ نَسِـيَ صَـلاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، لا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ**)

ترجمہ: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے، تو اسے چاہیے کہ جونہی اسے یاد آئے تو پڑھ لے، اور یہی اس کا کفارہ ہے (یعنی یاد آنے پر پڑھ لینا ہی اس نسیان کا کفارہ ہے)

اور صحیح مسلم میں مروی روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں:(**مَـنْ نَسِـيَ صَلاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا**) (۱)

''جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے، یا نماز سے سو جائے، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے تو اسے پڑھ لے''نیند کی وجہ سے وقت پر نماز نہ پڑھنے والے کے حکم میں وہ شخص بھی ہے، جس پر تین دن یا تین دن سے کم مدت تک غشی طاری رہے، یہ قول حضرت عمار، عمران بن حصین اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم (۲) سے منقول ہے، لیکن اگر یہ مدت تین دن سے تجاوز کر جاتی ہے، تو پھر اس شخص پر فوت شدہ

= ناصر الدین الألباني رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کتاب ''إرواء الغليل''میں صحیح کہا ہے، دیکھیں:۲/۷،۱/۲۶۶۔

(۱) متفق عليه، صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب من نسي صلاة فليصلها إذا ذكرها. صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها.

(۲) دیکھیں: الشرح الكبير / ابن قدامة: ۸/۳– المغني، ۵۰/۳–۵۲.

تو پھر اس شخص پر فوت شدہ نمازوں کی قضاء نہیں ہے، کیونکہ جس شخص پر تین ایام سے زیادہ غشی طاری رہتی ہے تو وہ مجنون کے حکم میں ہے، کیونکہ دونوں اشخاص میں زوال عقل کی صفت قدر مشترک ہے، اس لیے دونوں پر مفقود العقل کا حکم منطبق ہوگا۔ واللہ اعلم (۱)

اسلام میں نماز کی امتیازی خصوصیات (۲)

اسلام ہی نماز کی شان بڑی نمایاں اور انتہائی عظیم ہے، جس کی وجہ سے اسے تمام اعمال صالحہ میں ایک انفرادی مقام حاصل ہے، بہت سے امور واحکام ہیں جن کی وجہ سے نماز کو انفرادیت اور امتیاز حاصل ہے، جن میں سے چند امور یہ ہیں:

(۱)۔ نماز کو اللہ تعالی نے لفظ ''ایمان'' کے نام سے موسوم فرمایا، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾ (۳)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالی تمہارے ایمان کو ضائع نہ فرمائے گا، بے شک اللہ تعالی لوگوں پر بڑا شفیق اور نہایت ہی مہربان ہے''۔

آیت کریمہ میں لفظ ''ایمان سے مراد وہ نمازیں ہیں، جو (کعبہ کی طرف تحویل قبلہ کے حکم سے قبل) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیت المقدس کی طرف قبلہ رو ہوکر ادا فرمائی تھیں، اور نماز کو ایمان اسی لیے

(۱) دیکھیں: مجموع فتاوی سماحة الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز رحمه الله ، جمع وترتيب از ڈاکٹر عبد الله الطيار، وأحمد بن عبد العزيز بن باز: ۲/۴۵۷.

(۲) شرح العمدة/ الإمام ابن تيمية: ۲/۸۷-۹۱.

(۳) سورة البقرة، آیت: ۱۴۳.

کہا، کیونکہ یہ بندے کے قول وعمل کی تصدیق کرتی ہے۔

(۳)۔نماز ہی وہ عمل ہے، کہ جس کا ذکر اللہ تعالی نے (مختلف مقامات پر) خصوصیت کے ساتھ اس لیے فرمایا، تا کہ دوسرے اسلامی احکام وشعائر میں اس کی امتیازی خصوصیت واضح ہو جائے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ﴾(۱)

ترجمہ: ''اور جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی، اس کی تلاوت کیجیے''

آیت کریمہ میں جو تلاوت وحی کا حکم دیا جارہا ہے، اس سے مراد ان تمام دینی احکام وشرائع پر عمل کرنا ہے، جو اس وحی (قرآن کریم) میں موجود ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس حکم عام میں نماز قائم کرنا بھی شامل ہے، لیکن اللہ تعالی نے اس حکم عام کے ساتھ ہی: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ (یعنی: اور نماز قائم فرما) کا خصوصی حکم فرما کر اس کی امتیازی شان کو اجاگر فرمادیا۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکاۃ ادا کرنے کی وحی کی، اور وہ ہمارے عبادت گزار بندے تھے''۔

آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ان کی طرف نیک اعمال انجام دینے کی وحی کرنے کا تذکرہ فرمایا، اور نماز بھی تمام نیک اعمال میں ایک نیک عمل شمار ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالی نے ﴿فِعْلَ الْخَيْرَاتِ﴾ کے بعد ﴿وَإِقَامَ الصَّلَاةِ﴾ کا ذکر خاص کر کے اس کے امتیاز کو واضح فرمایا۔

---

(۱) سورۃ الأنبیاء، آیت: ۷۳.

اس طرح قرآن کریم میں اور بھی بہت سے مقامات ہیں، جہاں پر اللہ تعالی نے دوسرے احکام واعمال کا تذکرہ خاص فرما کر اس کی شان وعظمت اور انفرادیت کو اجاگر فرمایا ہے۔

(۳)۔نماز کی عظمت اور اس کی شان رفیع کا یہ حال ہے، کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اس کا تذکرہ بہت سی عبادات ساتھ (ایک جگہ ملا کر) فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ﴾ (۱)

ترجمہ:"اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔

ایک اور جگہ فرمایا:﴿ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ﴾ (۲)

ترجمہ:"پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں، اور قربانی کریں"۔

ایک اور جگہ اسلام ارشاد فرمایا:﴿ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ (۲)

ترجمہ:"اور آپ فرما دیجیے کہ یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب خالص) اللہ رب العالمین کے لیے ہے"۔

(۴)۔نماز ہی وہ عمل ہے، کہ جس پر جمے رہنے اور پابندی اختیار کرنے کا حکم اللہ رب العزت نے اپنے حبیب خاص نبی اکرم ﷺ کو (خصوصیت کے ساتھ) فرمایا، ارشاد باری تعالی ہے:﴿ وَاۡمُرۡ

---

(۱) سورة البقرة، آیت: ۴۳.

(۲) سورة الأنعام، آیت: ۱۶۲.

﴿ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''اور اپنے اہل وعیال کو نماز پڑھنے کا حکم کیجیے، اور خود بھی اس پر ثابت رہیے، ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے، بلکہ ہم ہی آپ کو رزق عطا کرتے ہیں''۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تمام عبادات پر اصطبار (ثابت قدم اور جمے رہنے) کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿ فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِه ﴾ (۲)

یعنی آپ اس (اللہ) کی بندگی کریں، اور اس کی (ہر قسم کی) عبادت پر جم جائیں''۔

لیکن (سورہ طٰہ) آیت کریمہ میں تخصیص کے ساتھ نماز پر ہی آپ ﷺ کو جمے رہنے کے حکم سے نماز کی اہمیت اور اس کی انفرادی خصوصیت بیان کرنا مقصود ہے۔

(۵)۔ نماز کی ایک اور انفرادی خصوصیت یہ بھی ہے، کہ اللہ تعالی نے اسے ہر حال میں (اپنے مکلّف بندوں پر) واجب قرار دیا ہے، اور اس میں کسی بیمار، یا خوفزدہ یا مسافر یا کسی اور مشکل میں پھنسے ہوئے شخص کو معذور نہیں گردانا گیا، البتہ (بعض مخصوص ظروف واحوال میں) کبھی اسکی شروط، کبھی اس کی (رکعات کی) تعداد، اور کبھی اس کے افعال میں تخفیف کا وقوع ثابت ہے☆۔

---

(۱) سورة طه، آيت: ۱۳۲.

(۲) سورة مريم، آيت: ۶۵.

☆ شروط میں تخفیف: مثلاً نماز کی صحت کے لیے اک شرط ''طہارت'' کا حصول بھی ہے، یعنی بغیر طہارت (وضوء) کے نماز صحیح نہیں ہوتی، لیکن اگر کوئی شخص اس قدر بیمار ہے کہ پانی ہی استعمال نہیں کرسکتا، تو شریعت نے اس شخص کے لیے ''تیمّم'' مشروع قرار دیا ہے۔

تعداد میں تخفیف: مثلاً اگر کوئی شخص حالت سفر میں ہے، تو اس کے لیے اجازت بلکہ سنت یہ ہے کہ وہ چار رکعات والی نماز (ظہر، =

لیکن جب تک بندے کی عقل کام کررہی ہے، اور اسے کسی قسم کا جنون یا فتور لاحق نہیں، اس سے کسی حال میں نماز کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی ہے۔

(٦)۔نماز کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے، کہ اللہ تعالی نے اس کی صحت کو کامل طور پر حصول طہارت، زینت لباس اور استقبال قبلہ کی شرطوں سے مشروط فرمایا، اور یہ ایسی شرطیں ہیں، کہ جن کا بیک وقت پایا جانا کسی اور عبادت کے لیے ثابت نہیں ہے۔

(٧)۔نماز ہی وہ عبادت ہے، کہ جس کو انجام دیتے وقت انسان کے تمام اعضاء، جیسے: دل، زبان اور جسم کے دوسرے جوارح استعمال ہوتے ہیں، جب کہ ایسا کسی دوسری عبادت میں نہیں ہوتا۔

(٨)۔نماز وہ عبادت ہے، کہ جس کو انجام دینے لے دوران کسی اور چیز میں مشغول ہو جانے منع کیا گیا ہے، حتی کہ دل میں اٹھنے والے خیالات، کلام اور دوسرے امور میں سوچنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

(٩)۔نماز اللہ تعالی کا وہ دین ہے، جسے ادا کرنے کے پابند آسمان اور زمین والے سبھی ہیں، اور یہ تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی کنجی (بنیادی شعیرہ) ہے، چنانچہ ہر نبی کو حکم ساتھ مبعوث فرمایا گیا، یعنی کوئی نبی ایسا نہیں گزرا ہے، جس کی شریعت میں نماز نہ ہو۔

عصر، عشاء) کو دو دو رکعات ہی پڑھ لے، یہ حکم فرائض سے متعلق ہے، جب کہ سنت بالکل معاف ہی ہے۔

افعال میں تخفیف: مثلاً قیام، رکوع، سجود تشہد وغیرہ نماز کے افعال ہیں، لیکن اگر کوئی شخص معذور ہے، یا کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہے کہ اس کے لیے شریعت میں یہ سہولت موجود ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے، اگر نہیں تو ٹیک لگا کر پڑھ لے، اور اگر ایسا بھی نہیں کرسکتا ہے، تو وہ اشاروں سے اپنی نماز ادا کرسکتا ہے۔ وھکذا (واللہ اعلم)

نوٹ: مذکورہ مسائل کی مزید وضاحت وتفصیلات کے لیے نماز سے متعلق کسی مستقل اور مفصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔ (مترجم)

(۱۰)۔ایک خصوصیت نماز کی یہ بھی ہے، کہ اسے ''تصدیق'' کے ساتھ ایک جگہ بیان کیا گیا ہے، ارشاد تعالی ہے:﴿فَلاَ صَدَّقَ وَلاَ صَلّٰی . وَلٰکِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی﴾ (۱)

ترجمہ: ''پس اس نے نہ تو تصدیق کی، اور نہ ہی نماز پڑھی، لیکن (اس کے برعکس) اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی''۔

الغرض اسلام میں نماز کی امتیازی خصوصیات بہت ہی زیادہ ہیں، اور اسے کسی دوسری (عبادت یا شعیرہ اسلام) پر قیاس نہیں کیا جاسکتا (۲)

☆......☆......☆......☆......☆......☆

بے نمازی کا حکم

فرض نماز نماز کا چھوڑنا کفر ہے، اور جو شخص اسے اس کی فرضیت اور وجوب کا انکار کرتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے، تو اہل علم (علمائے امت) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کہ ایسا شخص کفر اکبر کا مرتکب ہو جاتا ہے، خواہ وہ نماز پڑھ ہی لیتا ہو، لیکن نماز کی فرضیت کے انکار کی وجہ سے وہ پھر بھی کافر ہی ہے (۳)۔

اور جو شخص کلی طور پر نماز چھوڑتا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ اعتقاد بھی رکھتا ہے کہ نماز واجب ہے، اور اس کی

---

(۱) سورة القيامة، آيت: ۳۱، ۳۲.

(۲) ديكهيں: شرح العمدة /شيخ الإسلام ابن تيمية: ۳/۸۷-۹۱، الشرح الممتع/ العلامة محمد بن صالح العثيمين: ۲/۸۷.

(۳) ديكهيں: تحفة الإخوان بأجوبة مهمة تتعلق بأركان الإسلام / علامة عبد العزيز بن عبد الله بن باز ص: ۷۳.

فرضیت کا انکار نہیں کرتا، تو وہ بھی کفر کا ارتکاب ہی کرتا ہے۔ اور اہل علم کے اقوال میں سے صحیح ترین قول یہی ہے کہ اس کا یہ کفر بھی کفر اکبر ہی ہے، جو اسے اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اور اس قول کے صحت پر بہت سارے دلائل ہیں، جن میں سے ہم چند کو اختصار کے ساتھ یہاں پر ذکر کر رہے ہیں۔

(ا)۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ . خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴾ (۱)

ترجمہ: ''جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی، اور وہ لوگ سجدے کے لیے بلائے جائیں گے، تو وہ (سجدہ) نہ کر سکیں گے، ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی، اور رسوائی ان پر چھا رہی ہوگی، حالانکہ اس وقت بھی سجدے کے لیے بلایا جاتا تھا، جب کہ وہ بالکل صحیح سالم تھے'' (یعنی جب وہ دنیا میں صحت منداور تندرست تھے، انہیں اس وقت بھی سجدہ کرنے (نماز پڑھنے) کی دعوت دی جاتی تھی، مگر وہ نماز نہیں پڑھتے تھے)

(۲)۔ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ . اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ . فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَ لُوْنَ . عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ . مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ . قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ . وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ . وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ .

(۱) سورة القلم، آيت: ۴۲، ۴۳.

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿ (۱)

ترجمہ: ''ہر شخص اپنی کمائی (اپنے اعمال) کے بدلے گروی ہے، مگر دائیں ہاتھ والے، وہ جنتوں میں باہم سوال کرتے ہوں گے، مجرموں کی بابت، کہ تمہیں سقر (جہنم) میں کس چیز نے ڈال دیا، تو وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے، اور نہ ہم مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے، اور ہم بس بحث و مباحثہ کرنے والوں کے ساتھ بحث ومباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے، اور ہم روز جزاء (یوم قیامت) کو جھٹلاتے تھے''۔

ان آیات کریمہ سے یہ بات واضح ہے کہ تارکین نماز سقر میں ڈال دیے جانے والے مجرموں میں سے ہوں گے، اور مجرموں کے بارے میں اللہ تعالی اس ارشاد پر بھی غور کریں، فرمایا: ﴿اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ . يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ﴾ (۲)

ترجمہ: ''بلا شبہ مجرمین گمراہی اور دیوانگی میں پڑے ہوئے ہیں، جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے، اور ان سے کہا جائے گا: تم دوزخ میں جانے کے مزے چکھو''۔

(۳)۔ اور ایک دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے: ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ (۳)

ترجمہ: ''پس اگر (اب بھی) یہ لوگ توبہ کرلیں، اور نماز قائم کرلیں، اور زکاۃ دیں، تو یہ تمہارے دینی

---

(۱) سورۃ المدثر، آیت: ۳۸-۴۶.

(۲) سورۃ القمر، آیت: ۴۷-۴۸.

(۳) سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۱.

بھائی ہیں، اور ہم اپنی آیات (نشانیاں) تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں، ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں''۔

غور کریں کہ اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کی اخوت کو مؤمنوں کے ساتھ نماز کے قیام اور اس کی ادائیگی کی شرط سے مربوط فرمایا۔

(۴) اسی طرح معروف صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا: (بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ) (۱)

ترجمہ: ''ایک (مسلمان) شخص اور شرک وکفر کے درمیان صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے''۔

(۵)۔اور حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ) (۲)

(۶)۔حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: (كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرَوْنَ مِنَ الأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ) (۳)

---

(۱) صحيح مسلم ، كتاب الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة.

(۲) سنن الترمذي، كتاب الإيمان، باب الحكم في تارك الصلاة – سنن ابن ماجه، كتاب الإقامة، باب ما جاء فيمن ترك الصلاة– اس طرح حدیث کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے، اور اسے صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے بھی امام حاکم کی اس میں موافقت کی ہے۔

(۳) سنن الترمذي، كتاب الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة.

(۷)۔اسی طرح (امت میں) بہت سے اہل علم نے تارک نماز کے کافر ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کونقل کیا ہے۔(۱)

(۸)۔شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز چھوڑنے والا شخص دس وجوہ کی بناء پر کفر اکبر کا مرتکب ہوجاتا ہے(۲)۔

(۹)۔امام ابن القیم رحمہ اللہ نے بائیس سے زیادہ دلائل کوذکرکر کے یہ ثابت کیا ہے، کہ تارک نماز کفر اکبر کا مرتکب ہوجاتا ہے۔(۳)

الغرض ان صریح دلائل کی بناء پر کسی ادنی شک کے بغیر یہی بات صحیح اور درست ثابت ہوتی ہے کہ تارک نماز مطلقا کافر ہے(۴)(یعنی نماز نہ پڑھنے والا بہرحال کافر ہے، چاہے وہ اس کی فرضیت کامعترف ہو یا منکر)

(۱۰)۔امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:(وَقَدْ دَلَّ عَلَى كُفْرِ تَارِكِ الصَّلَاةِ : الْكِتَابُ ، وَالسُّنَّةِ، وَإِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ)(۵)

---

(۱) دیکھیں: المحلی / ابن حزم: ۲/ ۲۴۲، ۲۴۳ –کتاب الصلاۃ/ ابن القیم، ص: ۲۶ – الشرح الممتع علی زاد المستنقع/ محمد بن صالح العثیمین: ۲/ ۲۸.

(۲) دیکھیں: شرح العمدۃ / ابن تیمیہ: ۲/ ۸۱–۹۱.

(۳) دیکھیں: کتاب الصلاۃ/ابن القیم،ص: ۱۷-۲۶، ابن قیم رحمہ اللہ نے اس کتاب میں (تارک نماز کے کفر پر) دس دلیلیں قرآن کریم سے اور بارہ دلیلیں سنت مطہرہ اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے نقل کر کے بیان ہیں۔

(۴)اور میں نے خود الشیخ الامام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز۔رحمہ اللہ وقدّس روحہ۔سے سنا کہ وہ تارک نماز کو کافر قرار دیتے تھے، اگر چہ وہ کبھی کبھی ہی چھوڑ دے، اور اس فرضیت انکار نہ بھی کریں۔دیکھیں: تحفۃ الاخوان باجوبۃ مہمۃ تتعلق بأرکان الاسلام ص:۷۲۔

(۵) کتاب الصلاۃ /ابن القیم، ص: ۱۷.

نماز کی فضیلت

(۱)۔نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾ (۱)

ترجمہ: ''جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی، اس کی تلاوت کیجیے، اور نماز قائم کیجیے، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور بے شک اللہ کا ذکر کرنا بہت بڑی چیز ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ تعالی اسے جانتا ہے''۔

(۲)۔نماز ہی شہادتین (کلمہ شہادت) کے بعد سب سے افضل ترین عمل ہے، اور اس بات کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: (أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟) ''سب سے افضل عمل کون سا ہے؟''

قال: (الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا) ''آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے وقت پر نماز پڑھنا''

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے پھر سوال کیا: (ثُـمَّ أَيٌّ) ''اس کے بعد کون سا (عمل افضل) ہے؟ قال: (بِرُّ الْوَالِدَيْنِ) آپ ﷺ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا'' (۲)

(۳)۔نماز سے گناہ اور خطائیں دھل جاتی ہیں، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں

---

(۱) سورة العنكبوت، آیت: ۴۵.

(۲) متفق عليه، صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب وسمّى النبي ﷺ عملا-صحيح ، كتاب الإيمان، باب كون الإيمان ، باب كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال.

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلَى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ) (۱)

ترجمہ:''پانچوں نمازوں کی مثال ایک ایسی گہری بہتی نہر کی مانند ہے، جو تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو، اور وہ ہر روز اس میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو''۔

(۴)۔نماز گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:(الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتُ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرَ) (۱)

(۴)۔پانچ نمازیں، اور جمعہ جمعہ تک، اور رمضان رمضان تک ان گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں، جو ان کے درمیان میں سرزد ہوں، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے''۔

(۵)۔نماز نمازی کے لیے دنیا وآخرت میں نور ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، کہ ایک روز نبی ﷺ نے نماز کا تذکرہ کیا، اور فرمایا:(مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَانَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ، وَفِرْعَوْنَ، وَهَامَانَ، وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ)(۲)

(۱) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنبت الكبائر.

(۲) مسند الإمام أحمد: ۲/ ۱۶۹، سنن الدارمي: ۲/ ۳۰۱، امام المنذری نے کتاب ''الترغیب والترھیب: ۱/۴۴۰''، میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اورابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ کی مروی روایت کے الفاظ ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (الـصَّـلاةُ نُورٌ)(۱)یعنی ''نماز نور ہے''۔

جب کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:(بَشِّـرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) (۲)

ترجمہ:''ان لوگوں کو بشارت اور خوشخبری دو، قیامت کے دن کامل نور کی، جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل چل کر آتے ہیں''۔

(۶)۔نماز سے اللہ تعالی درجات کو بلند فرماتا، اور خطاؤں کو مٹاتا ہے،اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کے (آزاد کردہ) غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی مروی وہ حدیث ہے،جس میں وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:(عَلَيْکَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ ، فَإِنَّکَ لا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَکَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْکَ بِهَا خَطِيئَةً)(۳)

ترجمہ:تم کثرت کے ساتھ سجدے کیا کرو، کیونکہ تم ایک سجدہ بھی اللہ کے حضور کروگے تو وہ اسکے بدلے

---

(۱) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في المشي إلى الصلاة– سنن الترمذي كتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل العشاء والفجر في الجماعة– اس حدیث کو علامہ ناصر الدین الالبانی نے ''مشکاۃ المصابیح''میں (تحقیق کے دوران)بہت سے دوسرے شواہد بناء پر صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في المشي إلى الصلاة– سنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل العشاء والفجر في الجماعة– اس حدیث کو علامہ ناصر الدین الالباني نے ''مشکاۃ المصابیح''میں (تحقیق کے دوران)بہت سے دوسرے شواہد کی بناء پر صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه.

تمہارا ایک درجہ بلند کرے گا، اور ایک گناہ معاف فرمائے گا"۔

(۷)۔نماز ہی نبی حبیب ﷺ کی صحبت و رفاقت میں دخول جنت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، حضرت ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رات گزارتا، اور آپ کی خدمت میں وضوء کا پانی اور دیگر حاجت کی چیزیں لایا کرتا تھا، تو (ایک دفعہ) آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: (سَلْ) کسی چیز کی فرمائش کرو؟ (فَقُلْتُ: أَسْأَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِي الْجَنَّةِ) یعنی "میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں"۔ (قَالَ: أَوَ غَيْرَ ذَلِکَ) آپ ﷺ نے فرمایا: "(ربیعہ) کیا کوئی اور فرمائش ہے"؟ (قُلْتُ: هُوَ ذَاکَ) میں نے عرض کیا: "بس یہی ایک فرمائش ہے" (قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُودِ) ۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "(ربیعہ! اس فرمائش کو پورا کروانے کے لیے) کثرت کے ساتھ سجدے کر کے میری مدد کرو" (۱)

(۸)۔نماز کے لیے چل کر جانے پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں، درجات بلند کیے جاتے ہیں، اور خطائیں مٹادی جاتی ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ، لِيَقْضِي فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ، كَانَتْ خُطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً) (۲)

ترجمہ: "جس شخص نے اپنے گھر میں پاکی حاصل کی (یعنی وضوء کیا)، پھر اللہ تعالی کے گھروں میں سے

(۱) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه.

(۲) صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات.

ایک گھر (یعنی مسجد) کی طرف چلا، تاکہ اللہ تعالی کے فرضوں میں سے کوئی فرض ادا کرے، تو اس کے دونوں قدموں (کے چلنے کا) یہ حال ہے کہ ایک سے ایک گناہ مٹ جاتا ہے، اور دوسرے سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے''۔

اور ایک دوسری حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں، کہ (آپ ﷺ نے فرمایا): (**إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنَى إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَسَنَةً......**) (۱)

ترجمہ: ''جب تم میں سے کوئی شخص وضوء کرلیتا ہے، اور بالکل اچھی طرح کرلیتا ہے، پھر نماز کے لیے نکلتا ہے، تو جب وہ اپنا دایاں قدم اٹھاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، اور جب بایاں قدم ٹکادیتا ہے، تو اللہ عزوجل اس کی غلطی معاف کردیتا ہے......''

(۹)۔ نماز کی وجہ سے نمازی کے لیے جنت میں ضیافت تیار کی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، (کہ آپ ﷺ نے فرمایا): (**مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ**) (۲)

ترجمہ: ''جو شخص صبح یا شام کو مسجد گیا، تو اللہ تعالی ہر صبح وشام اس کے بدلے جنت میں اس کی ضیافت تیار کرتا ہے''۔

---

(۱) سنن أبو داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في الهدى في المشي إلي الصلاة.

(۲) متفق عليه: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب فضل إلى المسجد أو راح– صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات.

(۱۰)۔اللہ تعالی ایک نماز سے دوسری نماز تک سرزد ہونے والے گناہوں کو بخش دیتا ہے،حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:(لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ، فَيُصَلِّي صَلَاةً إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا) (۱)

ترجمہ:''جومسلمان وضوء کرتا ہے،اوراچھی طرح وضوء کرتا ہے،پھر نماز پڑھ لیتا ہے،تواس نے وہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں،جواس سے اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک سرزد ہوتے ہیں''۔

(۱۱)۔نماز پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے،حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:(مَا مِنِ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ ، فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا، وَخُشُوعَهَا، وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لَمَّا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَالَمْ يَأْتِ كَبِيرَةً، وَذَلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ) (۲)

ترجمہ:''جوکوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پائے،تواس کے لیے اچھی طرح وضوء کرے،اورخشوع کے ساتھ (دل لگا کر) نماز ادا کرے،اوراچھی طرح رکوع (وسجود) کرے، تو یہ نماز اس کے پچھلے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہوجائے گی،بشرطیکہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کر بیٹھے،اوریہی معاملہ اس (نمازی بندے) کے ساتھ عمر بھر ہوگا''۔

(۱۲)۔نمازی کے لیے فرشتے تب تک دعا کرتے رہتے ہیں،جب تک وہ جائے نماز پر رہتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کی جماعت سے نماز ادا

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه.

(۲) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه.

کرنا اس کے گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے بیس پر کئی درجے (ثواب کی زیادتی کے اعتبار سے) افضل ہے، اور اس کی وجہ یہی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص وضوء کرتا ہے، اور بالکل اچھی طرح وضوء کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف آتا ہے، نماز کے سوا اس کا کوئی ارادہ ہوتا ہے، تو پھر وہ جو بھی قدم چلتا ہے تو اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے، اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے، اور جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے، تو گویا وہ تب تک برابر نماز ہی میں ہے، جب تک نماز اس کو روکے رکھتی ہے (یعنی جب تک نماز کی وجہ سے وہ مسجد میں بیٹھا رہتا ہے) (اور پھر فرمایا):

(وَالْـمَلائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صُلِّيَ فِيهِ يَقُولُونَ: " اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ، مَالَمْ يُؤْذِ فِيهِ، مَالَمْ يُحْدِثْ فِيهِ) (۱)

ترجمہ: ''اور فرشتے برابر اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں، جب تک وہ اس جگہ پر بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے، فرشتے کہتے ہیں: ''یا اللہ! اس پر رحم فرما، یا اللہ! اس (کے گناہوں) کو بخش دے، یا اللہ! اس کی توبہ قبول فرما، اور فرشتوں کی یہ دعائیں اس کے حق میں تب تک جاری رہتی ہیں جب تک وہ وہاں ایذا نہیں دیتا، جب تک وہ حدث نہیں کرتا'' (یعنی جب تک اس کا وضوء نہیں ٹوٹتا)

(۱۳)۔ نماز کے لیے انتظار میں بیٹھنا (اجر کے اعتبار سے) اللہ کی راہ میں فاعی محاذ پر رہنے کے برابر ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(أَلا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟)**

---

(۱) متفق عليه، صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب ما ذكر في الأسواق – صحيح مسلم، كتاب المساجد، ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة.

’’کیا میں تم کو (اس عمل کے بارے میں) خبر نہ دوں، جس کی وجہ سے اللہ تعالی گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور درجات کو بلند فرماتا ہے؟۔

(قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ!) ’’صحابہ نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (بتلائیے)

(قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، فذلكم الرباط)(۱)

آپ ﷺ نے فرمایا: ’’سختی اور تکلیف (یعنی سرد موسم اور بیماری) میں کامل (اچھی طرح) وضوء کرنا، مسجدوں کی طرف جاتے ہوئے بہت زیادہ قدموں کا چلانا (یعنی بکثرت مسجد میں جانا)، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، اور یہی کام ’’رباط‘‘ یعنی محاذ جہاد پر مورچہ بند ہونا ہے‘‘۔

(۱۴)۔نماز کے لیے نکلنے والے نمازی کا اجر وثواب احرام باندھے ہوئے حاجی کی طرح ہے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لَا يَنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى إِثْرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيِّينَ) (۲)

ترجمہ: ’’جو شخص اپنے گھر سے پاک ہو کر (وضوء کر کے) فرض نماز کے لیے نکلتا ہے، تو اس کا اجر و

(۱)صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره.

(۲) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل المشي إلى الصلاة، اورعلامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھیں: صحیح ابوداود: ۱/۱۱۱، اور صحیح الترغیب: ۱/۱۲۷۔

ثواب ایسے ہے جیسے کہ حاجی احرام باندھے ہوئے آئے، اور جو شخص "تسبیح ضحیٰ" (۱) یعنی چاشت کی نماز کے لیے نکلے، اور اس کے کھڑے ہونے اور مشقت اٹھانے کی غرض صرف یہی نماز ہو، تو اس شخص کا اجر وثواب عمرہ کرنے والے کی مانند ہے- اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز، جب ان دونوں کے درمیان کوئی لغو (بیہودگی) نہ ہو، علیین (ابرار کے اعمال کے دیوان) میں اندراج کا باعث ہے"

(۱۵)۔ جو شخص نماز کی غرض سے نکلتا ہے، مگر دیکھتا ہے کہ مسجد میں نماز ہو چکی ہے، تو اس کو برابر جماعت کا ثواب مل جاتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، أَعْطَاهُ اللَّهُ– عَزَّ وَجَلَّ– مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا) (۲)

ترجمہ: "جس شخص نے وضوء کیا، اور کامل طریقے پر وضوء کیا، پھر (مسجد کو) گیا، پر (مسجد پہنچ کر) دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں، تو اللہ۔عز وجل۔ اس بندے کو بالکل اتنا ہی اجر عنایت فرماتا ہے، جتنا کہ اس شخص کو جس نے جماعت میں حاضر ہو کر نماز پڑھی ہے، اور یہ شخص ان کے اجر وثواب میں کسی کمی کا باعث بھی نہیں ہوتا"۔

(۱۶)۔ جو شخص پاک وصاف ہو کر نماز کے لیے نکلتا ہے، تو گویا وہ تب تک برابر نماز کی حالت میں ہے،

---

(۱) تسبیح الضحی، یعنی چاشت کی نماز- اور ہر وہ نماز جو بندہ نفل کے طور پر ادا کرے، اسے تسبیح اور سبحہ کہا جاتا ہے، دیکھیں الترغیب الترہیب/المنذری: ۱/۲۹۲۔

(۲) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب فيمن خرج يريد الصلاة فسبق بها، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھیں: صحیح سنن أبي داود: ۱/۱۱۳۔

یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آتا ہے، اور اس میں اس کا آنا اور جانا بھی لکھا جاتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ نے فرمایا: (إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ، كَانَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يَرْجِعَ فَلا يَقُلْ: هَكَذَا- وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعَهُ) (۱)

ترجمہ: ''جب تم میں کسی شخص نے اپنے گھر پر وضوء کیا، پھر مسجد میں آیا، تو وہ (اجر وثواب کے اعتبار سے) برابر تب تک نماز میں ہے، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے، لیکن وہ ایسا نہ کریں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی (دو ہاتھ کی) انگلیوں کو ملا دیا۔ (یعنی آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ سمجھا دیا، کہ وہ (نمازی) مسجد میں قیام کے دوران اپنی انگلیاں نہ ملا دے)۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ایک اور حدیث۔ مرفوعا۔ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: (مِنْ حِينَ يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنْزِلِهِ إِلَى مَسْجِدِي، فَرِجْلٌ تُكْتَبُ حَسَنَةً وَرِجْلٌ تَحُطُّ سَيِّئَةً حَتَّى يَرْجِعَ) (۲)

---

(۱) صحيح ابن خزيمة: ۱/ ۲۲۹ - اور امام حاکم نے اسے مستدرک میں لایا ہے، اور اسے صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے بھی ان کی (امام حاکم کی) موافقت کی ہے، دیکھیں: ۱۰۶/۱، اسی طرح امام البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح الترغیب والترہیب میں صحیح کہا ہے، دیکھیں: ۱۱۸/۱۔

(۲) صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۱۶۲۰، سنن النسائی: ۴۲/۲، اور امام ذہبی نے امام حاکم نے اسے مستدرک میں لایا ہے، اور اسے صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے امام ذہبی نے امام حاکم کی موافقت کی ہے (یعنی ذہبی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح الترغیب میں یہ کہ کر صحیح کہا ہے: (وهو كما قالا) یعنی یہ حدیث بالکل صحیح ہے، جیسا کہ امام حاکم اور امام ذہبی نے کہا ہے، دیکھیں: صحیح الترغیب (مع تحقیق البانی) ۱۲۱/۱۶- اسی طرح صحیح الترغیب والترہیب میں اور دوسری احادیث مبارکہ کو بھی دیکھیں، جو اس امر پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ جو شخص گھر سے پاک وپاکیزہ ہوکر مسجد کی طرف نکلتا ہے، تو وہ تب تک

ترجمہ: ''جس وقت تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر سے میری مسجد کی طرف نکلتا ہے، تو ایک قدم پر اس کی ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور ایک قدم پر ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے، اور یہ سلسلہ تب تک جاری رہتا ہے، جب تک وہ (مسجد سے) واپس لوٹ آتا ہے''۔

حالت نماز ہی میں رہتا ہے، جب تک وہ اپنے گھر کی طرف واپس نہیں لوٹتا۔ (دیکھیں، صحیح الترغیب والترہیب بتحقیق شیخ البانی: ۱/۱۲۱۔